خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۱۹)

مزدور شہزادہ

بفیضانِ نظر

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

(بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

مصنّف

مفتی محمد راشد القادری

(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

(لیکچرار: اسلامک اسٹڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی)

آزاد پبلشرز ۵۶۔ اردو بازار کراچی

☎: 32631839,32620178 FAX : (92-21) 32627659

website : www.azadpublishers.com

E-mail : azadpublishers@gmail.com

AZAD PUBLISHERS

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)

(القرآن المجید، سورۃ الحدید، سورۃ نمبر ۵۷، پارہ: ۲۷، آیت ۱۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے وطفیل یہ کتاب بنام ''مزدور شہزادہ'' منظر عام پر آرہی ہے۔

صاحبِ کتاب (مفتی محمد راشد القادری) نے مزدور شہزادے کی داستان کو لفظوں کا جامہ پہنا کر بڑے اَحسن انداز میں بیان کیا ہے۔ جو قارئین پر عیاں ہے۔

اس موضوع کو سمجھنے کے لئے ابتداء میں جو تمہید باندھی ہے وہ قابلِ صد تحسین، موضوع کی تعیین اور ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لئے کافی ہے۔

یہ کتاب ایک سچے مسلمان کی کامیاب زندگی کی وہ حقیقت ہے جو ربّ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اور دونوں جہانوں میں سرخروئی اور سرفرازی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کے مصنّف مفتی محمد راشد القادری کے علم، عمل، عمر میں مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو شائع کرنے میں جن جن لوگوں نے ساتھ دیا اللہ تعالیٰ ان کی بھی تمام پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صدّیقین، شہداء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے صدقے وطفیل تمام امّت کی تمام نیک حاجتوں کو پورا فرمائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

العارض:

محمد لبیب فاروق قادری

انتساب

ہم اس کتاب کو سرورِ دو جہاں شاہِ کون و مکاں ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار ﷺ اور آپ ﷺ کی ساری امّت کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے امّتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کتاب کا کوئی حصہ الیکٹرانی، میکانی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا اور کسی طریقے یا شکل میں پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نہ تو نقل اور نہ کسی طریقے سے محفوظ یا منتقل کیا جا سکتا ہے۔

کتاب ---------- مزدور شہزادہ

بفیضانِ نظر -------- حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مصنّف ---------- مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری

کتاب ڈیزائنگ ------- سید سمیر حسین

ٹائیٹل ڈیزائنگ ------ محمد فیصل عطاری

ناشر ----------- آزاد پبلشرز 56 اُردو بازار کراچی
website : www.azadpublishers.com

انوکھی فہرست

یہ فہرست سوالیہ انداز میں تیار کی گئی ہے، اگر آپ نے ان سوالات کے جوابات تلاش کر لیے تو سمجھ لیں کہ کتاب کا حق ادا کر دیا

مزدور شہزادہ

نیک بخت کون ہے؟

آدمی کی عزّت کس شے میں پوشیدہ ہے؟

کامیاب زندگی کے چار بہترین اصول کون سے ہیں؟

مزدور کیسا تلاش کرنا چاہیے؟

بہترین انسان کی کیا پہچان ہے؟

حلال روزی کمانے والا کا کیا مقام ہے؟

اللہ والے کسی حال میں پوشیدہ ہوتے ہیں؟

سچے تاجر کی کیا فضیلت ہے؟

حلال روزی کی طلب میں نکلنے والے کو شام کو کیا اعزاز ملتا ہے؟

عاشقوں کی چھ علامتیں کون سی ہیں؟

اذان سن کر نماز کے لیے جلدی کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

مزدور کی مزدوری کب ادا کرنی چاہیے؟

خادمین و ملازمین رکھتے وقت کیا خوبی دیکھنا سنّتِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے؟

لالچی آدمی کے لیے حدیث شریف میں کیا وعید بیان ہوئی ہے؟

وصیت کر کے مرنے کی کیا فضیلت ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں سے اعلانِ جنگ فرمایا ہے؟

نوجوان مزدور کس کا بیٹا تھا؟

کون سی آیت سن کر اس شہزادے کی زندگی بدل گئی؟

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

مزدور شہزادہ

مزدور شہزادہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے(۱)

And admonish, for admonition benefits the muslims.

مذکورہ آیت مبارک پر عمل کرنے کی نیت سے قلم سنبھالا ، تو سوچا کہ اپنے مدّعا کے موافق کوئی نظیر تلاش کروں، کئی اوراق گردا ننے کے بعد ایک واقعہ کو منتخب کیا۔ اور قارئین کرام کی خدمت میں اصلاحِ اعمال واحوال کی خاطر پیش کردیا۔

یہ ہے دامن یہ ہے گریبان آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

تو گویا آج جس عنوان کو موضوعِ سخن بنایا جارہا ہے یہ ایک ایسی حقیقی داستان ہے جس کو زمانے نے دیکھا اور سراہا اور کبھی اس کو فراموش نہ سکے۔ اَدْوَار کے نشیب وفراز اس پر کچھ اثر نہ کرسکے، یہ قصّہ ہے دور بنی عباس کے ایک ایسے خوش بخت کا، جو شاہی خاندان کا چشم و چراغ ہونے کے باوجود خود کو عیش وعشرت، جاہ ومنصب، رعب ودبدبہ، قوّت واقتدار سے مستغنی کرلیتا ہے، دنیاوی لالچ سے خود کو بے نیاز کرلیتا ہے، نفسانی خواہشات کو ترک کردیتا ہے، عبادت و ریاضت کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنالیتا ہے۔

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا ماہِ کامل نہ بن جائے

---

(۱) (القرآن المجید، سورۃ الذّٰرِیٰت، سورۃ نمبر ۵۱، پارہ: ۲۷، آیت ۵۵)

شاید وہ نوجوان اس فرمانِ نبوی ﷺ کی حقیقت کو جان گیا تھا۔

جس کو اَبُوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری، المتوفی ۴۰۵ھ نقل فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

عَلَيْكَ بِالْإِيَاسِ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ

لوگوں کے مال سے مایوس ہونے کو خود پر لازم کرلو

وَإِيَّاكَ وَالطَّمَعَ فَإِنَّهُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ

خواہش سے بچتے رہو کیونکہ یہ بہت بری تنگدستی ہے

وَصَلِّ صَلَاتَكَ وَأَنْتَ مُوَدِّعٌ

اور اس طرح نماز پڑھو جیسے تم دنیا سے جدا ہو رہے ہو

وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ

اور ایسے کاموں سے بچتے رہو جن پر عذر پیش کرنا پڑے۔(۲)

وہ ایک حسین وخوبرو نوجوان تھا، گردشِ ایام کا ستایا ہوا چہرہ عبادت کے نور سے تروتازہ نظر آتا تھا، ہزاروں دلکشیاں جس کے دامن میں سمٹی نظر آتی تھی مگر بظاہر شکستہ پیراہن، بکھرے بال کسی طویل داستان کا مژدہ سناتے تھے۔ وہ جوہرِ جوانی میں حقیقی لذتِ آشنائی کو سمجھ چکا تھا، وہ واقعی نیک بخت تھا۔ جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے:

السَّعِيْدُ مَنْ كُفِيَ

نیک بخت وہ ہے جس کو استغناء حاصل ہوگیا۔(۳)

وہ نوجوان اللہ عزّ وجلّ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی منشا و رضا کو سمجھ چکا تھا۔ اس

---

(۲) (المستدرک، کتاب الرقاق، باب ایاک والطمع، رقم الحدیث: ۷۹۹۸، ج۵ ص۴۶۵ مطبوع: دارالمعرفة بیروت)

(۳) (مجمع الامثال، الباب الثانی عشر، ج۱ ص۳۵۶ مطبوعہ: دارالمعرفة، بیروت)

لیے وہ تخت وتاج کو چھوڑ چکا تھا، دنیاوی حرص وطمع کو ٹھکرا چکا تھا، نرم ونازک، سجے دھجے بستروں کو چھوڑ کر تپتے صحراء کے دامن میں پناہ گزیں ہو گیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ۔۔۔

عِزُّ الرَّجُلِ اِسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ

آدمی کی عزّت لوگوں سے بے نیاز ہو جانے میں ہے۔(۴)

یہ ایک ایسی طہارت ہے کہ جس کی نفاست ونظافت کسی سفید پوش پر مخفی نہیں، اور یہ فقط ایک عربی محاورہ نہیں بلکہ نگاہِ حقیقت سے دیکھا جائے تو عزّتِ نفس بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔

اس نوجوان نے جہاں صاحبِ اقتدار، حرص وہوس کا شکار لوگوں کو جھنجھوڑ کر حقیقت سے آشنائی کا درس دیا ہے، وہاں ایک مزدور ومحنت کش طبقہ کے لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام سر انجام دیا ہے۔

جہاں لذّاتِ دنیوی میں مستغرق رہنے والوں کو ترک خواہشات کا درس دیا ہے، وہاں حُسنِ فانی میں مُنہمک اہلِ غفلت کو بیداریٔ شب کا پیغام دیا ہے۔اور یہ سمجھا دیا کہ۔۔۔

واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے ۔۔۔ اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پُراسرار!

آغوش میں اس کی وہ تجلی ہے کہ جس میں ۔۔۔ کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت وسیار!

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیاروں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

ابورضا محمد راشد القادری

(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

(لیکچرار: اسلامک اسٹیڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی)

---

(۴) (مجمع الامثال، الباب الثامن عشر فیما اوّلہ عین، رقم: ۲۴۹۰، ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ: دار المعرفۃ، بیروت)

اس واقعہ کو امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۵۹۷ھ نے اپنی تالیف میں اور صاحبِ حکایاتِ صالحین نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے۔ راقم الحروف اسی واقعہ کو اپنے لفظوں کا جامہ پہنا کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن الفرج العابد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ انھیں کسی تعمیری کام کے لئے مزدور کی ضرورت پڑی، وہ بازار آئے اور کسی ایسے مزدور کو تلاش کرنے لگے جو امانت دار و دیانت دار ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ

جو امانتدار نہ ہو اس کا کوئی ایمان نہیں (۵)

یکایک ان کی نظر ایک نوجوان پر پڑی جو سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ چہرہ سے فضل و تقویٰ کا چشمہ پھوٹ رہا تھا، شبِ بیدار آنکھوں سے عبادت کا تقدس جھلک رہا تھا، اس کا باوقار و حسین چہرہ اتنا دلکش و دلربا تھا کہ ایک بار دیکھ لینے کے بعد ناممکن تھا کہ بار بار اسے دیکھنے کی آرزو پیدا نہ ہو، اس کے باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نامعلوم طور پر اس کے گردوپیش میں نمایاں تھا۔ چہرہ شرافت و عبادت کے نور سے چمک رہا تھا، غیرتِ حیاء کے بوجھ سے اس کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں، ایک نیک و صالح اور اسلام کے غیور نوجوان کی جتنی خصوصیات ہوسکتی ہیں وہ تنہا سب کا آئینہ دار تھا، حقیقتِ حال سے پردہ اٹھا کر بات کریں تو اس فرمانِ نبوی ﷺ کا مصداق نظر آرہا تھا کہ

خِیَارُکُمُ الَّذِینَ إِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے (۶)

---

(۵) (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکوٰۃ، باب: المعتدی فی الصدقۃ، ج۴ص۹۷: رقم الحدیث: ۷۰۷۳ مطبوع: مکتبۃ دارالباز، مکہ مکرمہ)

(۶) (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب من لا یؤبہ لہ، ج۲ص۱۳۷۹ رقم الحدیث: ۴۱۱۹ مطبوع: دارالفکر بیروت)

اس کا جسم بہت ہی کمزور تھا، بے نوائی، آشفتہ حالی اور گردشِ ایّام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔اس کے سامنے ایک زنبیل (یعنی ساز و سامان کی تھیلی) اور رسی پڑی ہوئی تھی، جو آجکل کے نوجوانوں کو محنت و مشقت میں عظمت کی پوشیدگی کا درس دے رہی تھی۔ وہ عظمت جس کے سبب اللہ کریم اپنے ایک عام بندے کو محبت کی خلعت سے نواز دیتا ہے۔جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

حلال روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔(۷)

اس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک موٹی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔جو اس بات کی عکاسی کر رہا تھا کہ اللہ والے اسی حال میں پوشیدہ ہوتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

کَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِی طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

بہت سے بکھرے ہوئے بالوں، غبار آلودہ بدن والے اور دو پرانے کپڑوں والے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی پروا نہیں کی جاتی اگر وہ اللہ عزوجل پر قسم کھالیں تو اللہ عزوجل اُن کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔(۸)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہے تو دیکھ ان کو
یدِ بَیضاء لئے ہیں اپنی آستینوں میں

بظاہر وہ نوجوان صرف ایک محنتی مزدور دکھائی دے رہا تھا اور نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ عالیشان کا مصداق نظر آ رہا تھا۔۔۔

---

(۷) (تفسیر روح المعانی، سورۃ القصص، تحت الآیۃ ۶۹، ج ۱۰ ص ۳۱۵ مطبوع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۸) (سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: البراء بن مالک، ج ۵ ص ۶۹۲ رقم الحدیث: ۳۸۵۴ مطبوع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

سچا امانت دار تاجر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا (۹)

وہ اس کے پاس آئے اور پوچھا: اے نوجوان! کیا تم مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ لیکن میری تین شرطیں ہیں، اگر تمہیں منظور ہوں تو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مجھ سے میری طاقت اور صحت کے مطابق کام لو گے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت مجھے نماز ادا کرنے سے نہیں روکو گے، جیسے ہی مُؤَذِّن ظہر کی اذان دے گا میں کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد پھر دوبارہ کام شروع کردوں گا، پھر جب عصر کی اذان ہو گی تو میں فوراً کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد پھر سے کام کروں گا، اگر تمہیں یہ شرط منظور ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ورنہ کوئی اور مزدور ڈھونڈ لو۔

قربان جائیں اس نوجوان مزدور پر جس نے ہمیں یہ سکھا دیا کہ چند لقموں کی خاطر فرض سے سبکدوشی مؤمن کا شیوہ نہیں۔ رزق کی خاطر رزّاق کے فرض کو چھوڑنا خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ روزی آج نہیں تو کل مل ہی جائے گی، فوت شدہ نماز کی تلافی زندگی بھر کے سجدوں سے بھی ممکن نہیں۔ اور یہ درس دے دیا کہ وفا شعاری کس شئے کا نام ہے، ہم نے تو چند سکوں کی خاطر اپنی وفاؤں کو بھی داغ دار کر دیا ہے۔

یہ اندازِ عشق و مستی دیکھ کر انہوں نے کہا: مجھے تمہاری یہ تینوں شرطیں قبول ہیں۔

پھر میں نے پوچھا: کتنی اُجرت لو گے؟ اس نے جواب دیا: ایک درہم اور ایک دانگ (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) لوں گا۔

---

(۹) (جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب: التجار، ج ۳ ص ۵۱۵، رقم الحدیث: ۱۲۰۹ مطبوع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک درہم تو سمجھ میں آتا ہے، مگر ایک دانگ کی کیا حقیقت ہے۔۔۔؟

جتنی حاجت ہو اتنی مزدوری طلب کر لینا صوفیاء کا اندازِ زُہد رہا ہے۔ کیونکہ یہ عمل دَست دراز کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:

جس نے حلال روزی کی طلب میں تھکاوٹ کی حالت میں شام کی تا کہ

وہ خود کو لوگوں سے سوال کرنے سے بچائے تو وہ شام ہی کو بخش دیا جائے گا۔(۱۰)

میں نے کہا: ٹھیک ہے، میرے ساتھ چلو۔ میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور کام کی تفصیل بتا دی، اس نے کام کے لئے کمر باندھی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا، اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ اس کی شخصیت عاشقوں کی نشانیوں کی عکاسی کر رہی تھی۔

جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

عاشِقاں راشِش نِشاں اَست اے پِسَر　　آہِ سَرد ورنگِ زرد وچشمِ تَر

گر تُرا پُرسَنُد سہ دیگر کُدام　　کم خور و کم گُفتَن و خُفتَن حرام

ترجمہ: اے بیٹے! عاشقوں کی چھ علامتیں ہیں (۱) سرد آہیں بھرنا (۲) چہرہ کا رنگ زرد ہونا (۳) گِریہ وزاری کرنا۔ اگر بقیہ تین نشانیاں بھی پوچھنا چاہو تو وہ یہ ہیں (۴) کم کھانا (۵) کم بولنا اور (۶) کم سونا۔(۱۱)

جب مؤذن نے ظہر کی اذان دی، تو وہ بے تاب ہو گیا، ایمان کی امنگیں جاگ اٹھیں، چہرہ بشاشت سے کھل اٹھا، اور یوں تڑپ اٹھا جیسے بارگاہِ ایزدی سے پیغامِ اَجل آ گیا ہو۔ تو اس نے کہا: اے عبداللہ! مؤذن نے اذان دے دی ہے۔ اس کا یہ عاشقانہ انداز دیکھ کر طبیعت

(۱۰) (قُرَّةُ العُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ القَلْبِ المَحزُوْن، ص ۸۳، مطبوع: مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(۱۱) (شانِ حبیب الرحمٰن، ص ۲۹۵ مطبوع: مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

پر وجدانی کیفیت طاری ہورہی تھی ، روح داعی الی اللہ پر لبیک کہہ رہی تھی ، اور یہ فرمانِ نبوی ﷺ یاد آرہا تھا۔

جولوگ اس پکار (اذان) کی طرف جلدی کرتے ہیں وہ بروزِ قیامت لطف وکرم کے ساتھ پکارے جائیں گے۔(۱۲)

انہوں نے کہا: آپ جائیے اور نماز کی تیاری کیجئے۔نماز سے فراغت کے بعد وہ عظیم نوجوان دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔عصر کی اذان ہوتے ہی پھراس نے کہا: اے عبداللہ! مؤذن اذان دے چکا۔میں نے کہا: جائیے اور نماز پڑھ لیجئے۔نماز کے بعد وہ دوبارہ کام میں مشغول ہوگیا اور غروبِ آفتاب تک بڑی دیانتداری سے احسن انداز میں کام کرتا رہا۔

اگرچہ کام کی تین حالتیں ہوتی ہیں: سُست ، مُعتَدِل ،نہایت تیز۔مگراس نوجوان کی غایت درجہ کی پھرتی نے تینوں حالتوں کو پست کردکھایا اور یہ ثابت کردیا کہ امانت کی فکر صادق ہو تو محنت ومشقت میں دیانت کی جھلک نظر آجاتی ہے۔اس نے عام مزدوروں سے دوگنا کام کر دکھایا۔اس کی امانت داری ودیانت داری کو دیکھ کراسے بخوشی طے شدہ اُجرت دی۔کیونکہ یہی مزدور کا حق ہمیں صاحبِ شریعت ﷺ نے سکھایا ہے کہ۔۔۔۔

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ

مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو۔(۱۳)

اُجرت پاکراس مزدور نے اپنا سامان اٹھایا اور وہاں سے رخصت ہوگیا۔

کچھ دنوں کے بعد انھیں دوبارہ مزدور کی ضرورت پڑی تو ان کی زوجہ نے کہا: اُسی نوجوان کو لے کر آنا کیونکہ اس کے عمل سے ہمیں بہت نصیحت حاصل ہوئی ہے اور وہ بہت

---

(۱۲) (لُبابُ الِاحیاء، اعمالِ قلبیہ کا بیان،ص ۶۷ مطبوع: مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

(۱۳) (سنن ابن ماجۃ، کتاب الرھون، باب اجر الأجراء، رقم الحدیث: ۲۴۴۳، ج ۲ ص ۸۱۷ مطبوع: دار الفکر بیروت)

دیانتدار ہے۔یہی انداز تقرّر ہمیں سنّت نبوی ﷺ سے جھلکتا نظر آتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو الہیثم مالک بن تیہان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دو خادموں میں سے ایک کو میرے لیے منتخب فرمادیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هَذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي

جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے، تم اسے لو کیونکہ میں نے اُسے نماز پڑھتے دیکھا ہے(۱۴)

یعنی خادمین و ملازمین کا تقرّر کرتے وقت نمازی و پرہیزگار دیکھ لینا سرکارِ دوجہاں سرورِ ذیشاں ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

چنانچہ وہ مشتاق نگاہوں کے ساتھ بازار گئے تو مضطرب قلب کی تسکین کا ساماں نہ ہو سکا، کیونکہ تلاش بسیار کے بعد بھی وہ نوجوان کہیں نظر نہ آیا۔

انہوں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: کیا آپ اسی کمزور و نحیف نوجوان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو سب سے آخر میں بیٹھتا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔تو لوگوں نے کہا: وہ تو صرف ہفتہ کے دن آتا ہے، اس کے علاوہ کسی دن کام نہیں کرتا۔یہ سن کر وہ واپس لوٹ آئے۔اور بڑی بے چینی سے ہفتہ کے دن کا انتظار کرنے لگے۔

پھر بروز ہفتہ وہ مشتاق نگاہوں کے ساتھ دوبارہ بازار پہنچ گئے تو انہوں نے اس پُرکشش وعظیم نوجوان کو اسی جگہ موجود پایا۔ وہ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا: کیا تم مزدوری کروگے؟

اس نے کہا: جی ہاں، لیکن میری وہی شرائط ہوں گی جو میں نے پہلے بتائی تھیں۔انہوں نے کہا: مجھے منظور ہے، تم میرے ساتھ چلو۔وہ اسے اپنے گھر لے آئے اور اُسے کام کی تفصیل

(۱۴) (سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب: معیشۃ اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۲۳۶۹ ج ۴ ص ۵۸۳ مطبوع: داراحیاء التراث العربی بیروت)

بتادی وہ بڑی دیانتداری سے پہلے کی طرح کام کرتا رہا اور اس نے کئی مزدوروں جتنا کام کیا۔ جو کسی کرامت سے کم نہ تھا۔

یہ دیکھ کر فرطِ مسرّت سے ان کا چہرہ کھل اُٹھا اور، جذبات کے تلاطم میں بے خود ہو کر اس نوجوان کو طے شدہ اُجرت سے زیادہ رقم دینا چاہی تو اُس پر کشش مزدور نے یہ کہتے ہوئے زائد رقم لینے سے انکار کر دیا کہ کامیابی دنیوی مال و دولت کی کثرت میں نہیں بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا پر راضی رہنے میں ہے۔ کیونکہ وہ فرمانِ خداوندی کو بہ خوبی جانتا تھا:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے (۱۵)

اور اس فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی واقف تھا:

لالچی آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (۱۶)

لالچی انسان کو راحت نہیں ہوتی ہے نصیب
مال کی موجودگی میں بھی رہتا ہے غریب

اس لیے اُس نوجوان نے مال و دولت کے حرص و لالچ کو اپنی زندگی سے نکال پھینکا تھا انہوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانا، عقلِ فریب کار کے مشورے پر دانشوروں کا قافلہ اپنی راہ بدل دیتا ہے لیکن ہزار اصرار پر بھی اس نوجوان کے جادۂ فطرت میں تزلزل نہ آیا۔

اور اجرت لئے بغیر ہی وہاں سے جانے لگا، انھیں اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ اگر یہ محنتی مزدور بغیر اجرت لیے چلا گیا تو یہ ساری زندگی بددیانتی کا کلنک اپنے دامن سے مٹا نہ سکوں گا۔ انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور بصد عاجزی، ادب و احترام اسے منایا اور اُسے اُجرت پیش

---

(۱۵) (القرآن المجید، سورۃ التکاثر، سورۃ نمبر ۱۰۲، پارہ: ۳۰، آیت ۱)

(۱۶) (معجم الاوسط، رقم الحدیث: ۴۰۷۷، ج ۳، ص ۱۲۵ مطبوع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

کی۔اس نے زائد رقم واپس کردی اور طے شدہ مزدوری لے کر وہاں سے روانہ ہوگیا۔وہ اُسے جاتا دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔اور بقول اقبال کہا:

تیرے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

شب و روز گزرتے گئے کچھ عرصہ بعد جب دوبارہ انھیں مزدور کی ضرورت پڑی تو وہ ہفتہ کے دن بازار گئے اور اسی نوجوان کو تلاش کرنے لگے لیکن وہ نوجوان انھیں کہیں نظر نہ آیا، تلاشِ بسیار کے بعد انہوں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتا ہے اور مزدوری میں ایک درہم اور ایک دانگ (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) اُجرت لیتا ہے، وہ روزانہ ایک دانگ اپنے استعمال میں لاتا ہے۔آج وہ بیمار تھا اس لئے نہیں آیا۔

انہوں نے پوچھا: وہ کہاں رہتا ہے؟ لوگوں نے بتایا: فلاں مکان میں رہتا ہے۔وہ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ایک بڑھیا کے مکان میں موجود تھا۔بڑھیا نے بتایا کہ یہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ سخت بیماری میں مبتلا تھا اور اینٹوں کا تکیہ بنایا ہوا تھا۔

آثار و قرائن شہادت دے رہے تھے کہ یہ بے وفا دنیا میں آخری لمحے گزار رہا ہے، عالم قدس کا پیامی جلد ہی آنے والا ہے، اس کی منتظر آنکھیں کسی کے دیدار کے لیے مشتاقِ دید بنی ہوئی تھیں۔ایک گم گشتہ حال دیوانۂ عشق کو تصوّرِ جمالِ یار سے اتنی فرصت کہاں کہ نگاہ اٹھا کر ادھر اُدھر کسی کو دیکھتا۔

یہ حالِ فانی دیکھ کر انہوں نے اسے سلام کیا:

السّلام علیکم!

درحقیقت یہ الفاظ شہنشاہِ کون و مکاں سرورِ دوجہاں ﷺ کی شریعتِ مطہرہ کے تھے کہ سنّت رسول ﷺ کے احترام میں دیوانہ اپنے عالم سے پلٹ آیا۔حیرت عشق کی شراب ناب سے مخمور نگاہیں

اوپر اٹھیں اور دل کا کشور جیت لینے والی آواز میں جواب دیا:

وعلیکم السلام ورحمة الله !

انہوں نے اس نوجوان سے پوچھا: اے میرے بھائی! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟

کہنے لگا: ذاتی حاجت تو کوئی نہیں بس ایک امانت ہے اور اک پیغامِ ہمدردی ہے، کیونکہ آپ میں ہمدردی کا جذبہ بکمال موجود ہے اور ہمدردی انسان کا سب سے بڑا جوہر بھی ہے۔

چونکہ میں نے رختِ سفر باندھ کر اپنی منزل کی طرف جانے کی تیاری کر لی ہے، اپنے انجام کی فیروز بختی پر دل اتنا مطمئن ہے کہ مسکراتے ہوئے پیکرِ اجل کا خیر مقدم کروں، صرف ایک آرزو ہے کہ میری وصیت کو پورا کر دیا جائے۔ اس لیے کہ وصیت کی جو فضیلت حدیث مبارک میں وارد ہوئی ہے وہ مرتے ہوئے بھی روح کو جِلا بخش دیتی ہے:

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مغفرت ہے:

جو وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوا وہ سیدھے راستے اور سنت

پر مرا اور تقوی اور شہادت پر مرا اور مغفرت یافتہ ہو کر فوت ہوا۔ (۱۷)

اگر بعد مرگ میری وصیت پوری کرنے کا یقین دلاؤ تو کچھ عرض کروں؟

یہ حالت ناگفتہ بہ دیکھ کر وہ بھی اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور اشک بار ہوتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: اللہ ربّ العزّت تمہارا حامی و ناصر ہے، ان شاء اللہ عزوجل میں تمہاری وصیت ضرور پورا کروں گا۔

اس نوجوان نے کہا: جب میری وصیت پوری کرنے کا عہد کر ہی چکے ہو تو اب جگر تھام کر سنو! جب میری روح جسم سے نکل جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا اور اپنے گھر کے اردگرد چکر لگوانا اور یہ صدا دینا کہ لوگو! دیکھ لو اپنے ربّ تعالیٰ کی

(۱۷) (ابن ماجہ، کتاب الوصایا، رقم الحدیث: ۲۷۰۱، ج ۳ ص ۳۰۴ مطبوع: دار المعرفة، بیروت)

نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔شاید اس طرح میرا ربّ مجھ پر کرم فرمادے، میری خطاؤں کو معاف کردے اور یوں میری مغفرت کا سامان پیدا ہوجائے۔

اور میرا یہ لوٹا اور زنبیل (سازوسامان کی تھیلی) بیچ کر گورکن کو اُجرت دے دینا اور کفن کے لئے مجھے میرا یہی اُون کا جبہ اور چادر کافی ہے، مجھے اسی لباس میں سپرد خاک کردینا۔

پھر بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور یہ قرآن مجید اور انگوٹھی انھیں دینا اور میرا یہ پیغام بھی دینا کہ، اللہ عزوجل سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں موت آجائے اور بعد میں پچھتانا پڑے، لیکن پھر اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

یہ کہتے ہی آنکھیں بند ہونے لگی، لبوں میں ایک جنبش پیدا ہوئی اور کلمۂ شہادت کی مدہم سی آواز پر روح عالم بالا کی طرف پرواز کرگئی۔

وہ اس کی موت کے بعد کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے اور غمزدہ رہے، پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا: مولا تیری ادائے بے نیازی کے قربان!

باغیوں کو حَریر و دِیبا کی مَسنَد اور پھولوں کی سیج پر موت آتی ہے اور تیری مملکت کے وفا شعار مسکینوں کو ایک ٹوٹا بوریہ بھی میسر نہیں ہے۔

پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی وصیت پوری کرنے کے لئے ایک رسی لی اور اُس نوجوان کی گردن میں ڈالنے کا قصد کیا تو کمرے کے ایک کونے سے ندائے غیبی نے بدن پر لرزہ طاری کردیا اور یہ صدا سنائی دی کہ۔۔۔۔!

خبردار۔۔۔۔!اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا، کیا اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟ یہ آواز سن کران کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔اور وہم وگمان میں یہ فرمانِ خداوندی سرایت کرگیا:

مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں (۱۸)

انہوں نے بصد احترام ان کے پاؤں کو بوسہ دیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے مرحلہ کو اختتام تک پہنچایا۔ جسدِ خاکی کی امانت کو مالکِ بَحر و بَر کے سپرد کر دیا۔

کروڑوں رحمتیں ہوں اس نوجوان کی تُربت پر جس نے اَطلَس کے فرش کو ٹھکرا کر خاک کے ذرّوں کو فروزاں کیا۔

تیری منزل پہ پہنچنا کوئی آسان نہ تھا
سرحد عقل سے گزرے تو یہاں تک پہنچے

اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد وہ اس کا قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر خلیفہ کے محل کی جانب روانہ ہو گئے۔ محل کے دروازے پر پہنچ کر انہوں نے داروغہ سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہی تو اس نے انھیں جھڑک دیا اور اندر جانے کی اجازت نہیں دی۔

انہوں نے اس نوجوان کا واقعہ ایک کاغذ پر لکھا، اور کہا کہ اگر مجھے ملنے نہیں دیتے تو کم از کم یہ رقعہ ہی خلیفۂ وقت تک پہنچا دو۔ آخرِ کار! خلیفہ نے اپنے دربار میں طلب کیا اور کہنے لگا، کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ مجھ سے براہ راست بات کرنے کی بجائے رقعے کا سہارا لیا؟

انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے، میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ ایک پیغام ایک امانت لے کر حاضر ہوا ہوں۔

خلیفہ نے اس پیغام و امانت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے وہ قرآن مجید اور انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ خلیفہ نے ان چیزوں کو دیکھتے ہی کہا، یہ چیزیں تجھے کس نے دی ہیں؟ انہوں نے عرض کی، ایک گارا بنانے والے مزدور نے۔۔۔۔۔۔۔!

جب خلیفہ نے یہ الفاظ سنے تو تعجب بھرے لہجے میں ان الفاظ کو تین بار دہرایا، گارا

(۱۸) (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ۶۱۳۷ ج ۵ ص ۲۳۸۴ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت)

بنانے والا۔۔۔! گارا بنانے والا۔۔۔! گارا بنانے والا۔۔۔! اور رو پڑا۔

کافی دیر رونے کے بعد خلیفہ نے ان سے پوچھا، وہ گارا بنانے والا اب کہاں ہے؟ جواب دیا، وہ مزدور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر چکا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور عصر تک بے ہوش رہا۔

وہ اس دوران حیران و پریشان وہیں موجود رہے۔ پھر جب خلیفہ کو کچھ افاقہ ہوا تو ان سے دریافت کیا کہ اس کی وفات کے وقت تم اس کے پاس تھے؟

انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو خلیفہ نے کہا: اس نے تجھے کوئی وصیت بھی کی تھی؟

انہوں نے اسے نوجوان کی وصیت بتائی اور وہ پیغام بھی دے دیا جو اس نوجوان نے خلیفہ کے لئے چھوڑا تھا۔

جب خلیفہ نے یہ ساری باتیں سنیں تو مزید غمگین ہو گیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار دیا، اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور کہنے لگا، اے مجھے نصیحت کرنے والے۔۔۔! اے میرے زاہد و پارسا۔۔۔! اے میرے شفیق۔۔۔! اس طرح کے بہت سے القابات خلیفہ نے اس مرنے والے نوجوان کو دیئے اور مسلسل آنسو بھی بہاتا رہا۔

غم سلامت تیرے انداز پہ مرنے والے
موت کا بھی کہیں احسان لیا کرتے ہیں

یہ سارا معاملہ دیکھ کر ان کی حیرانی اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا کہ خلیفۂ وقت ایک عام سے مزدور کے لئے اس قدر غم زدہ کیوں ہے؟

جب رات ہوئی تو خلیفہ نے ان سے اس کی قبر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تو وہ خلیفہ کے ساتھ ہو لیے۔ خلیفہ چادر میں منہ چھپائے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب وہ قبرستان